ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی ''محاضراتِ فقہ'' کا تجزیاتی مطالعہ (1)

*ڈاکٹر غلام یوسف

محاضرات فقہ کا یہ مجموعہ پانچ سو چھپن (556) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب پہلی بار الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور سے جون م2005 میں شائع ہوئی۔

تعارف:

اس مقالہ میں ڈاکٹر صاحب کی علمی، تحقیقی اور وقیع تصنیف ''محاضراتِ فقہ'' کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ''محاضراتِ فقہ'' بارہ خطبات پر مشتمل ہے۔ یہ خطبات: 24 ستمبر 2004 ء سے 19 اکتوبر 2004 ء کے درمیانی عرصہ میں دیئے گئے۔ ان خطبات کو جناب احسان الحق حقانی نے ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے سن کر براہ راست کمپیوٹر پر کمپوز کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی نظر ثانی اور اصلاح کے بعد یہ کتابی شکل میں شائع کیے گئے۔

تاریخ اسلامی میں بیسویں صدی مغربی اقوام کی پے در پے کامیابیوں اور مسلمانان عالم کے ابتلاء کا زمانہ تھا، اور خصوصاً پاک وہند کے مسلمان شدید کشمکش سے دوچار ہوئے۔ یہ صدی اپنے دامن میں امت مسلمہ کے لئے گہرا درس عبرت رکھتی ہے۔ اسلامی علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کے ادارے بری طرح متاثر ہوئے۔ اس طرح کے تمام دباؤ کے باوجود ایسے صاحب فکر ونظر ضرور پیدا ہوئے جنہوں نے اُمت مسلمہ کے جسد میں نئی روح پھونکی، علمی اور فکری میدان میں ان کی بھرپور رہنمائی کی، ان کے قلب ونظر کو نئی جلا بخشی، اُن کے عزم واعتماد کو بحال کیا اور پھر جلد ہی علم وعمل او رمکارم اخلاق سے آراستہ ہو کر وہ اس قابل ہو گئے کہ دنیا کے کسی نہ کسی خطہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

بعض شخصیات ایسی بھی پیدا ہوتیں ہیں کہ اُن کے علمی وفکری کاموں کی وسعت، گہرائی اور اس کے اثرات کا صحیح اندازہ ان کے معاصرین کو نہیں ہوتا، بعد میں تاریخ ان کے کام اور اثرات کا جائزہ لے کر اُن کے مقام کو متعین کرتی ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ بھی بیسویں صدی عیسوی کی اُن اہم شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے علم وعمل کی دنیا میں بہت گہرے نقوش چھوڑے اور اُمت مسلمہ کی علمی وفکری رہنمائی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، چیئرمین شعبہ فقہ واسلامی قانون، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

ڈاکٹر حافظ محمود احمد غازیؒ:

ڈاکٹر حافظ محمود احمد غازی رحمہ اللہ کے دل دماغ میں علم ومعرفت کی جو شمع آپ کے اساتذہ نے روشن کی تھی اُسی کی نورانی کرنوں میں انہوں نے فقہ کے بہت دقیق اور جدید مسائل ومباحث کو علمی انداز میں بیان کیا ہے۔ ''محاضرات فقہ'' کے مطالعہ سے اُن کی اجتہادی بصیرت کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔ قرآن وسنت، فقہ واصول فقہ، لغت اور عربی لغت پر ان کی گہری نظر تھی

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو سلیس، مرتب، مدلل ومربوط بیان کی صلاحیتوں سے بھرپور نوازا تھا آپ کا بیان سننے والا آپ کی پرمغز معلومات اور عقل ومنطق کے دلائل سے ان کے بیان میں کھو جاتا تھا۔ آپ کو مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، شُستہ اردو کے علاوہ بلیغ عربی، عمدہ فارسی، معیاری انگریزی وفرانسیسی میں آپ کو لکھنے اور بولنے کی صلاحیت حاصل تھی۔

ڈاکٹر صاحب کا دیگر علوم کے علاوہ خصوصاً فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ اور اُمہات الکتب کے بارے میں گہرا مطالعہ تھا۔ اسلامی تعلیمات کی تفہیم وتعلیمات کے لیے بہترین متکلم، صاحب بصیرت فقیہ، نکتہ رس ادیب اور نامور محقق تھے۔ بلاشبہ آپ کی تقاریر سننے والا آپ کی فہم قرآن وسنت کی قابلیت، شرعی وفقہی موضوعات پر آپ کی کمال دسترس وعبور پر دنگ رہ جاتا تھا۔

موصوف کو شرعی اور عصری دونوں قسم کے علوم پر دسترس حاصل تھی جدید عصری فنون وافکار سے وافر آگاہی کے باوجود آپ میں تجدد یا کسی فکری زیغ کا کوئی شائبہ تک نہ تھا۔ اپنی صلاحیتوں کا لوہا قومی جامعات کے ماحول میں بھی، ملک اور بیرون ملک بڑی عمدگی کے ساتھ منوایا۔

ماہنامہ البلاغ، دارالعلوم کراچی، کے مدیر مسئول مولانا عزیز الرحمٰن ڈاکٹر غازیؒ کے انتقال پر تعزیتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

> ''تصنیف، تدریس خطابت، عالمی مؤتمرات اور علمی وتحقیقی کاموں میں وافر حصہ لینے کے علاوہ مرحوم انتظامی صلاحیتوں کے بھی حامل تھے، عالمی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی صدارت، شریعت اپیلنٹ بنچ کی ممبر شپ، وفاقی وزیر مذہبی امور کی ذمہ داری جیسے اہم مناصب پر فائز رہے۔ لیکن ان اہم مناصب پر آپ نے سرکاری مراعات سے فائدہ نہیں اٹھایا سادگی کے ساتھ ملک وملت کی خدمت جاری رکھی، وفات کے وقت آپ اسٹیٹ

بینک کے شرعی ایڈوائزری بورڈ کے چیئرمین اور وفاقی شرعی عدالت کے جج کے منصب پر فائز تھے۔ڈاکٹر صاحب مرحوم ان جامع کمالات شخصیات میں سے ایک تھے جو عمومی مجالس اور معروف درسگاہوں میں تدریسی،تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کے علاوہ بھی دین حق کی ترجمانی،معاند خیالات ونظریات اور زیغ وضلال کے فتنوں کا تعاقب کرنے کے لیے ان حلقوں تک رسائی کی صلاحیت رکھتے تھے جہاں دیگر اہل علم نہیں پہنچ پاتے،ان کی شخصیت ملک وملت کا قیمتی اثاثہ تھی ان کی متعدد وقیع تصانیف شائع ہو چکی ہیں جو ان شاء اللہ علم دوست اور طالبان حق کی رہنمائی کریں گی ۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم اب اپنے تمام محاسن وکمالات سمیت ہمیشہ کے لیے رخصت ہو چکے ہیں،قضاء وقدر کا فیصلہ اٹل ہے جس کے سامنے ہر صاحب ایمان سر تسلیم خم کرتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی وفات کا سانحہ کسی مخصوص خاندان کا صدمہ نہیں ہے بلکہ ہر صاحب فکرونظر کا صدمہ ہے جس پر وہ تعزیت کا مستحق ہے''(2)۔

موجودہ دور تغیرات اور تبدیلیوں کا ہے جس میں روز بروز نئے واقعات وحوادث اور نئی نئی ایجادات سامنے آ رہی ہیں جن کی وجہ سے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔اس دور میں معاشی نظام میں متنوع نئی شکلیں پیدا ہوئیں سماجی قدریں بدل گئیں،جدید سیاسی نظام کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے،صنعتی اور سائنسی ترقی میں اسباب ووسائل کی دنیا نے ایسی ایسی چیزوں کو جنم دیا جن کا ماضی میں تصور بھی نہیں تھا۔معاشی اور سماجی علوم کا دائرہ خوب وسیع ہو گیا خصوصاً صنعتی انقلاب مختلف ملکوں کا باہمی ربط،تجارت کا بین الاقوامی نظام،تجارت کے متعلق قدیم عرف ورواج میں تغیر وغیرہ ایسے اسباب ہیں کہ ان کا اثر انداز ہونا عین مطابق فطرت ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ امت مسلمہ کو ان جدید چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جدید دور کی ضروریات اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر فقہ اسلامی کا فہم از سرِ نو حاصل کرنا اور جدید اسلوب کے مطابق فقہ اسلامی کی تدوین و اشاعت کی ضرورت جس قدر آج ہے اتنی ماضی میں کبھی نہ تھی۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسلامی دنیا کے کئی حکومتی وغیر حکومتی ادارے اور ذاتی حیثیت میں بہت سے افراد اپنے حصے کا کام اپنی استطاعت وعلمی بساط کے مطابق انجام دے رہے ہیں۔اس طرح کے تمام جدید چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب ایک اہم گائیڈ لائین کی حیثیت رکھتی ہے۔

''محاضراتِ فقہ'':

''محاضراتِ فقہ'' کا یہ مجموعہ بارہ(12) خطبات پر مشتمل ہے۔خطبات کا آغاز 27 ستمبر 2004 کو دوشنبہ کے روز ہوا اور درمیان میں 09 اکتوبر یعنی اتوار کا دن نکال کر 03 اکتوبر 2004 تک یہ سلسلہ جاری رہا(3)۔ ''محاضراتِ فقہ'' کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

- پہلا خطبہ : فقہ اسلامی علوم اسلامیہ کا گل سرسبد
- دوسرا خطبہ : علم اصول فقہ عقل و نقل کے امتزاج کا ایک منفرد نمونہ
- تیسرا خطبہ : فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص
- چوتھا خطبہ : اہم فقہی مضامین: ایک تعارف
- پانچواں خطبہ: تدوین فقہ اور مناہج فقہاء
- چھٹا خطبہ: اسلامی قانون کے بنیادی تصورات
- ساتواں خطبہ: مقاصد شریعت اور اجتہاد
- آٹھواں خطبہ: اسلام کا دستوری اور انتظامی قانون
- نواں خطبہ: اسلام کا قانون جرم سزا
- دسواں خطبہ: اسلام کا قانون تجارت و مالیات
- گیارہواں خطبہ: مسلمانوں کا بے مثال فقہی ذخیرہ
- بارہواں خطبہ: فقہ اسلامی دور جدید میں

پہلا خطبہ: فقہ اسلامی علوم اسلامیہ کا گل سرسبد

یہ خطبہ مؤرخہ: 27 ستمبر، 2004 کو دیا گیا

اس خطبہ میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے جو غلط فہمی، کم علمی، کسی منفی تاثر یا کم علم اور کم فہم لوگوں سے گفتگو کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے: کہ فقہ اسلامی قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ تھلگ کوئی چیز ہے۔ یہ محض ایک غلط فہمی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم اور فقہ اسلامی، قرآن مجید اور حدیث و سنت یہ ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو ہیں اور ایک ہی چیز کے مختلف انداز ہیں۔فقہ اسلامی کو ایک لمحہ کے لئے بھی

قرآن کریم اور سنت نبوی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

ہر وہ فرد جو شریعت اسلامی کی تعلیمات کے مطابق زندگی گذارنا چاہتا ہے اس کے لئے روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل کو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصوص سے منطبق کرنا، شریعت اسلامیہ کے ہر ہر حکم پر غور کرکے جزوی اور تفصیلی احکام کو مرتب کرنا اور مرتب کرکے ان کے مطابق زندگی کو سنوارنے کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے۔

- فقہ اسلامی اور دنیا کے دوسرے قوانین (حمورابی قانون اور قانون روما وغیرہ) کے ساتھ ایک عمومی اور ابتدائی تقابل کرایا گیا ہے۔ جس میں اسلامی قانون کی اُن نمایاں خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے جو اس کو قدیم وجدید نظاموں سے ممیز کرتی ہیں۔
- اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ فقہ اسلامی، مصادر وماخذ کے لحاظ سے دیگر قوانین سے مختلف ہے۔ کیونکہ ان قوانین کے مصادر وماخذ، بادشاہوں کے مدون کردہ قوانین وفرامین، بادشاہوں کے مجسٹریٹوں کے دیئے ہوئے فیصلوں اور بادشاہوں کے مقرر کردہ ماہرین قوانین کے فیصلے اور مشورے ہیں۔ جبکہ فقہ اسلامی نہ تو کسی بادشاہ کا دیا ہوا قانون ہے، نہ یہ کسی مجسٹریٹ کے دیئے ہوئے ضابطے ہیں، نہ ہی بادشاہوں کے مقرر کردہ مشیروں کے مشورے ہیں۔ کیونکہ کسی بادشاہ یا کسی حکمران کا فقہ اسلامی کی ترتیب وتدوین میں کبھی بھی کوئی حصہ نہیں رہا۔ فقہ اسلامی کی ساری اساس قرآن کریم کی آیات الاحکام، احادیث نبویہ، بالخصوص احادیث احکام پر ہے۔
- فقہ اسلامی اور قانون روما کے مابین فرق اور اختلاف کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اسلامی ہمہ گیر تبدیلی اور انسانی زندگی کی بھرپور تبدیلی کی نقیب ہے۔ اس کے برعکس قانون روما سابقہ طرز زندگی ہی کی ذرا بہتر تنظیم کا داعی ہے۔ فقہ اسلامی میں آزادانہ قانون سازی کا دائرہ کار بہت محدود ہے، کیونکہ یہاں بنیادی قانونی تصورات قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طے کردیئے گئے ہیں۔ اور بقیہ قانون سازی رہتی دنیا تک کے لئے انہی حدود کے اندر رہ کر ہوگی جو قرآن وسنت نے طے کردی ہیں۔
- قانون روما میں آزادانہ قانون سازی کا دائرہ لامحدود ہے۔ فقہ اسلامی میں قانون سازی تمام تر فقہاء اور مجتہدین کے آزادانہ اجتہاد کے نتیجہ میں وجود میں آئی، جب کہ قانون روما قریب قریب سارے کا سارا یا بادشاہ کا عطا کردہ ہے یا بادشاہوں کے مقرر کردہ ماہرین کا طے کردہ ہے۔ فقہ اسلامی اصلاً ایک غیر مدون قانون ہے جبکہ قانون روما کا طرّہ امتیاز ہی یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ مہذب دنیا کا پہلا مدون قانون ہے۔
- قانون روما سے فقہاء کی بے اعتنائی کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ فقہ

اسلامی مستقل بالذات نظام قانون ہے جو اپنے وسیع ارتقاء میں کسی طرح بھی قانون روما کا مرہون منت نہیں۔تاریخ وتذکرہ کی کسی بھی قدیم وجدید کتاب میں اس امر کا ادنی سا اشارہ نہیں ملتا کہ کسی فقیہ یا غیر فقیہ مصنف نے رومی قانون یا بازنطینی قوانین سے دلچسپی لی ہو۔فقہاء اسلام میں اکثر وبیشتر کا تعلق مدینہ منورہ،مکہ مکرمہ،بصرہ،کوفہ اور بغداد سے تھا جو خالص اسلامی آبادیاں تھیں۔ان اسلامی بستیوں میں نہ رومی اثرات پائے جاسکتے تھے اور نہ ہی بازنطینی۔

⊙ فقہ اور قانون کے درمیان فرق کی وضاحت کرتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ کوئی بھی حکم جو انسان کی عملی زندگی سے تعلق رکھتا ہو لیکن شریعت کے تفصیلی دلائل سے ماخوذ نہ ہو تو وہ فقہ نہیں۔فقہ وہ ہے جو شریعت کے تفصیلی دلائل سے تعلق رکھتا ہو،ان سے ماخوذ ہو اور انسان کی عملی زندگی سے تعلق رکھتا ہو۔لہذا جو حکم یا قانون شریعت کی تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہوگا صرف وہی فقہ کہلائے گا اور صرف ایسے ہی احکام کے مجموعہ کا نام فقہ ہوگا۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے:

- ⊙ فقہ اسلامی کے بارے میں غلط فہمی
- ⊙ فقہ اسلامی اور دنیا کے دوسرے قوانین
- ⊙ باہم مشترک خصوصیات
- ⊙ فقہ اسلامی اور قانون روما کے مابین فرق
- ⊙ قانون روما سے فقہاء کی بے اعتنائی
- ⊙ قانون کا اصل اور حتمی ماخذ
- ⊙ شریعت کا دائرہ کار
- ⊙ فقہ کی تعریف
- ⊙ فقہ اور قانون کے درمیان فرق
- ⊙ فقہ کے اہم ابواب اور مضامین
- ⊙ علم فقہ کا دائرہ کار
- ⊙ علم فقہ کا آغاز وارتقاء

دوسرا خطبہ: علم اصول فقہ عقل ونقل کے امتزاج کا ایک منفرد نمونہ

(یہ خطبہ مؤرخہ:28 ستمبر،2004 کو دیا گیا)

اس خطبہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اصول فقہ سے مراد وہ قواعد وضوابط اور وہ اصول ہیں جن سے کام لے کر ایک فقیہ قرآن کریم،سنت رسول اور شریعت اسلامیہ کے دیگر مصادر وماخذ سے فقہی احکام معلوم کرتا ہے اور

روز مرہ پیش آنے والے عملی مسائل کے لئے تفصیلی ہدایات مرتب کرتا ہے۔ جو قواعد وضوابط ممد ومعاون ثابت ہوں ان قواعد وضوابط کے مجموعے کا نام اصول فقہ ہے۔ یہ علم نہ صرف اسلامی علوم میں بلکہ تمام انسانی علوم وفنون میں ایک منفرد شان رکھتا ہے۔ یہ عقل ونقل کے امتزاج کا ایک ایسا منفرد نمونہ ہے کہ جس کی مثال نہ صرف اسلام کی تاریخ بلکہ دوسرے علوم وفنون کی تاریخ میں بھی ناپید ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- عقل ونقل کی کشمکش اور اصول فقہ
- مسلم عقلیات اور علم اصول فقہ
- اصول فقہ اور اسلامی تہذیب کی انفرادیت
- علم اصول فقہ کی اولین تدوین
- اصول فقہ کے دو اہم مناہج واسالیب
- اصول فقہ کے مضامین اور مندرجات
- مصادر شریعت
- اجماع بطور ماخذ قانون
- اجتہاد اور قیاس
- علت کی بحث
- استحسان بطور ماخذ قانون
- مصلحت بطور ماخذ قانون
- عرف اور رواج بطور ماخذ قانون
- اصول تعبیر وتشریح

تیسرا خطبہ: فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص

(یہ خطبہ مؤرخہ: 29 ستمبر، 2004 کو دیا گیا)

- اس خطبہ میں فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص کو بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اسلامی ایک ایسا نظامِ قانون ہے جس کی اساس اور جڑیں شریعت الٰہی میں ہیں۔ جس کے ثمرات اور برکات سے انسانی زندگی کا ہر پہلو مستفید اور متمتع ہوتا ہے۔ جس نے کم وبیش بارہ سو سال تک دنیا کے انتہائی متمدن اور مہذب ممالک اور سلطنتوں کو قانونی، انتظامی اور ادارتی رہنمائی فراہم کی ہے۔
- فقہ اسلامی ایک ایسا نظامِ قانون ہے جس نے ماضی میں نہ صرف کروڑوں بلکہ اربوں انسانوں کو زندگیوں کو منظم کیا، بلکہ آج بھی وہ زندگی کے بہت سے پہلوؤں میں ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کی رہنمائی اور تنظیم کر رہا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام اور زندہ قانون ہے جس میں ایک لمحے کے لئے بھی خلا پیدا نہیں ہوا۔ اپنے روز

آغاز سے آج تک کئی اعتبار سے نافذ العمل ہے۔

- ایک مسلمان اگر چہ اس بات کو دکھ کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ اسلامی شریعت یا اسلامی فقہ کے بعض میدان اور پہلو ایسے ہیں جن پر آج مسلمان یا تو عمل درآمد نہیں کر رہا ہے یا ان کو ایسا کرنے کا موقع نہیں دیا جا رہا ہے۔ لیکن ہمیں بحیثیت مسلمان اس بات کا یقین ہے کہ ایک نہ دن ضرور آئے گا کہ جب ہماری زندگی کے تمام پہلو اور زندگی کے تمام گوشے اسلامی شریعت کی رہنمائی سے مستفید ہوں گے اور اسلامی فقہ کے قواعد وضوابط کے مطابق ان کی تنظیم نو کی جائے گی۔
- فقہ اسلامی ہی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں انسانی ضرورت کی تکمیل کے لئے درکار تمام اہم خوبیاں پائی جاتی ہیں۔انسانوں کی بنیادی اور اہم ضروریات اور انسانی زندگی کے تمام اہم پہلو،ان سب ضروریات کی تکمیل اور ان سب پہلوؤں کو منظم کرنے اور ان سب کے بارے میں رہنمائی کا سامان فقہ اسلامی میں موجود ہے۔جبکہ دوسرے نظام اس جامعیت سے عاری ہیں۔اگر کوئی نظام کسی ایک پہلو کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے تو بقیہ پہلوؤں کے بارے میں خاموش ہے۔ظاہر ہے کہ ایسے نظام کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ وہ مکمل اور جامع نظام ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- فقہ اسلامی ایک زندہ قانون
- فقہ اسلامی کا ایک اہم امتیازی وصف
- آزاد قانون سازی کی منفرد روایت
- آزادی اور مساوات
- قانون کی حکمرانی
- اخلاق اور قانون
- اعتدال اور توازن

چوتھا خطبہ: اہم فقہی علوم اور مضامین: ایک تعارف

(یہ خطبہ مؤرخہ: 30 ستمبر، 2004 کو دیا گیا)

- اس خطبہ میں اہم فقہی علوم اور مضامین کو بیان کرتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر چہ ابتدائی ادوار میں عقائد وخیالات، جذبات واحساسات، ظاہری و باطنی اعمال سب پر فقہ اسلامی کا اطلاق ہوتا تھا۔ بعد

کے ادوار میں جب فقہ اسلامی کا دائرہ کار خاصا محدود اور زیادہ واضح ہوگیا تو اس وقت سے فقہ کی اصطلاح صرف ظاہری اعمال پر مبنی احکام کے لئے استعمال ہونے لگی۔انسانی زندگی کے ہر گوشے میں ظاہری اعمال ہیں دوسرے معنوں میں ظاہری اعمال ہی سے انسانی زندگی عبارت ہے۔

- فقہ اسلامی میں ظاہری اعمال کے لحاظ سے سب سے پہلے عبادات کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔جس میں طہارت،نماز،زکوٰۃ،روزہ اور حج سے متعلق مسائل کے بارے میں ذکر ہوتا ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کے وہ بنیادی مسائل اور احکام ہیں جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا ہے۔
- عبادات کے بعد دوسرا بڑا شعبہ شخصی اور عائلی قوانین کا شعبہ ہے جس کے لئے فقہاء نے مناکحات کی اصطلاح استعمال کی ہے۔اس عنوان کے تحت نکاح اور اس سے متعلق آداب اور احکام سے متعلق مسائل موجود ہوتے ہیں۔عائلی وشخصی قوانین کے ضمن میں اسلام کا قانون وراثت و وصیت کو بھی موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔
- فقہ اسلامی کا ایک بڑا حصہ فوجداری اور دیوانی قوانین سے متعلق ہے۔جن کے لئے فقہ اسلامی میں ''فقہ المعاملات اور فقہ الجنائی'' کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔جن کے ضمن میں،قصاص و دیت،سرقہ وحرابہ،زنا وقذف،شراب نوشی،بغاوت اور ارتداد کے جرائم اور ان کی سزائیں اسی طرح لین دین خرید وفروخت،مال و دولت کا حصول اُس کے خرچ اور انتقال دولت کے مختلف طریقے زیر بحث آتے ہیں۔
- فقہ اسلامی کا ایک اہم شعبہ جسے آج کل کی اصطلاح میں ''اسلام کا دستوری اور انتظامی قانون'' کہا جاتا ہے۔ اسلامی شریعت،قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ امت کے قیام کی تعلیم ہے ۔امت مسلمہ کی تشکیل قرآن کریم کا مقصود اولین ہے،قرآن کریم کا سب سے اہم اور اولین اجتماعی ہدف اُمت کا قیام ہے۔اُمت کی ذمہ داریاں بین الاقوامی اور بین الانسانی ہیں۔ اس لئے امت مسلمہ کا ایک عالمگیر کردار،ایک جہانی ذمہ داری اور بین الانسانی فریضہ قرآن کریم میں جابجا بیان ہوا ہے۔
- اس کردار کی انجام دہی کے لئے اُمت مسلمہ کی وحدت اور تحفظ ضروری ہے۔ان عظیم الشان عالمی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے اُمت مسلمہ کو وسائل درکار ہیں۔ان وسائل میں سے ایک وسیلہ حکومت اور ریاست بھی ہے۔کیونکہ جب تک ریاست اور حکومت میسر نہیں ہوگی اُس وقت تک اُمت مسلمہ بہت سے اجتماعی اور ملّی کام نہیں کر سکے گی۔فقہ اسلامی میں اسلامی ریاست او رحکومت کے دستوری اور انتظامی اُمور سے متعلق تمام پہلوؤں کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

⊙ فقہ اسلامی میں اسلام کے قانون بین الاقوام جس کے لئے ''سیئر'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔جس میں مسلمانوں کے تعلقات کو دوسری اقوام کے ساتھ منظم کرنا، دوسری اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کیسے منظم اور مربوط کئے جائیں؟ سے متعلق اہم مباحث اور مسائل کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- ⊙ فقہ کے اہم اور بنیادی ابواب
- ⊙ اسلام کا عائلی قانون
- ⊙ اسلام کا فوجداری قانون
- ⊙ اسلام کے معاشرتی آداب
- ⊙ اسلام کا دستوری اور انتظامی قانون
- ⊙ اسلام کا قانون بین الاقوام
- ⊙ اسلام کا قانون ضابطہ
- ⊙ اسلام کا دیوانی قانون
- ⊙ ادب القاضی کے مندرجات
- ⊙ اسلام میں نیم عدالتی ادارے
- ⊙ تقابلی مطالعہ قانون کا علم
- ⊙ علمی قواعد فقہیہ
- ⊙ علم اشباہ ونظائر
- ⊙ علم فروق اور علم اشباہ ونظائر

پانچواں خطبہ: تدوین فقہ اور مناہج فقہاء

یہ خطبہ مؤرخہ: 01 اکتوبر، 2004 کو دیا گیا

اس خطبہ میں تدوین فقہ اور مناہج فقہاء کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں فقہ اسلامی کے عنوان سے یہ عظیم الشان کام کن حالات میں اور کس طرح انجام پایا۔کن شخصیات کے ہاتھوں یہ کارنامہ دنیا نے دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے وہ کون کون سے بندے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور بے پایاں توفیق ورحمت سے اُمت مسلمہ کو آئندہ ہزاروں سال کے لئے ایک ایسا ذخیرۂ رہنمائی فراہم کیا جس کی اساس اور بنیاد قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی:

- تدوین فقہ اور مناہج فقہاء
- فقہ اسلامی دور صحابہ میں
- صحابہ کرام میں فقہی اختلاف اور اس کے اسباب
- فقہ اسلامی پر صحابہ کرام کے مزاج اور ذوق کا اثر
- فقہ اسلامی عہد تابعین میں
- فقہی مسالک کا ظہور

چھٹا خطبہ: اسلامی قانون کے بنیادی تصورات

(یہ خطبہ مؤرخہ: 02 اکتوبر، 2004 کو دیا گیا)

- اس خطبہ میں اسلامی قانون کے بنیادی تصورات کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اسلامی قانون کے بنیادی تصورات سے مراد وہ بنیادی اصول ومبادی ہیں جو فقہ اسلامی کے تمام شعبوں میں کار فرما ہیں اور ان شعبوں کے بہت سے احکام کو منضبط کرتے ہیں۔ فقہ اسلامی کے قریب قریب تمام شعبوں میں ان اصولوں اور تصورات کی بنیاد پر بہت سے احکام دیئے گئے ہیں۔ ان تصورات کی حیثیت ایسے بنیادی ستونوں کی ہے جن پر فقہ اسلامی کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔
- ان بنیادی تصورات کی حیثیت کئی اعتبار سے ایسے رہنما اصولوں کی ہے جن کو اسلامی شریعت نے ہر جگہ ملحوظ رکھا ہے۔ فقہ اسلامی میں جتنے فتاوی، اجتہادات اور احکام بیان ہوئے ہیں ان کی ترتیب اور استنباط میں فقہائے اسلام نے ان اصولوں اور تصورات کو پیش نظر رکھا ہے۔
- بنیادی تصورات کی تعداد بہت زیادہ ہے اُن میں زیادہ اہم ''تصور حق''، (یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد) ہے فقہ اسلامی میں بیشمار مسائل واحکام کی بنیاد ''تصور حق'' پر ہے۔ اسی طرح ''تصور مال'' ہے، بہت سے فقہی احکام کی بنیاد کا دارومدار ''تصور مال'' پر ہے۔ ''تصور ملکیت'' بھی ایک اہم بنیادی تصور ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مال میں تصرف کا حق انسان کو ملکیت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ انسان چونکہ مالک سمجھا جاتا ہے، اس لئے ملکیت کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملکیت سے کیا مراد ہے؟ ہر چیز کی اصل ملکیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، انسان کو حق انتفاع کی وجہ سے مجازاً مالک کہا جاتا ہے، حصول مال سے متعلق بہت سے مسائل واحکام کا تعلق ''تصور ملکیت'' سے ہے

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- تصورحق
- تصور مال
- مال کی اقسام
- مال کے بارے میں عمومی ہدایات
- مال میں تصرف کی حدود
- تصور ملکیت
- تصورعقد
- تصوراہلیت
- تصورضررضمان،عموم بلوی اورغرر۔

ساتواں خطبہ: مقاصد شریعت اور اجتہاد

(یہ خطبہ مؤرخہ:04اکتوبر،2004 کو دیا گیا)

- اس خطبہ میں مقاصد شریعت اور اجتہاد کی ضرورت واہمیت بیان کی گئی ہے۔مقاصد شریعت اور اجتہاد، بظاہر دونوں الگ الگ مضامین ہیں۔لیکن ان میں ایک بڑی گہری معنوی مناسبت پائی جاتی ہے۔مقاصد شریعت سے مراد وہ بنیادی مقاصد اور اہداف ہیں جو اسلامی شریعت کے جملہ احکام میں بالواسطہ یا بلا واسطہ پیش نظر رہتے ہیں۔مقاصد شریعت پر غور وخوض اور اس کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ کا آغاز اسی دن ہوگیا تھا جس دن اسلام کے احکام نازل ہونا شروع ہوئے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے احکام کی حکمتیں بیان فرمائیں۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان حکمتوں پر غور کیا اور بہت سے موتی دریافت کئے۔صحابہ کرام کے اقوال وارشادات اور فتاویٰ میں ان حکمتوں کے بارے میں قیمتی اشارے ملتے ہیں۔شریعت اسلامی جوانسان کی کامیابی اور کامرانی کا واضح،کھلا،آسان اور دوٹوک راستہ ہے۔جوانسان کواس کی منزل مقصود تک کامیابی کے ساتھ پہنچا دیتا ہے۔جوانسان کو حقیقی زندگی کے مصدر او رماخذ تک لے جانے کا واحد ضامن ہے۔اس کے احکام میں کیا حکمتیں اور کیا مصلحتیں پنہاں ہیں،اللہ تعالیٰ نے یہ احکام کیوں دیئے ہیں؟اس پر مسلمان روزاول سے غور وخوض کررہے ہیں۔
- ہمیں شریعت کے احکام صرف اس لئے ماننے چاہئیں کہ اللہ جلّ شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکامات کو ماننے کا حکم دیا ہے۔ان احکام کی حکمتوں کو جاننا یا نہ جاننا ایمان اور شریعت پر عمل درآمد کی شرط نہیں

۔اگر ہم کسی حکم حکمت کو نہ جانے تب بھی ایمان لانا ہماری ذمہ داری ہے اور شریعت کے احکام کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ اور اگر ہم حکمت جانتے بھی ہوں تو اس سے ہمارے پیش نظر ایمان میں مزید اضافہ ،پختگی اور شریعت کے احکام پر اطمینان قلبی سے عمل درآمد ہی مقصد ہونا چاہیے

- حکمت کی معرفت اور مصلحت کی دریافت ایمان کی پیشگی شرط نہیں ہے۔ یہ مفروضہ بالکل غلط اور خلاف شریعت ہے کہ اگر شریعت کی کوئی حکمت ہماری سمجھ میں آجائے اور ہماری عقل شریعت کی حکمت کو تسلیم کر لے تو ہم شریعت کو مانیں گے۔ اور اگر ہماری عقل نے شریعت کی حکمت کو قبول نہ کیا تو ہم نہیں مانیں گے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- مقاصد شریعت کا مطالعہ کیوں؟
- کیا ہر حکم شرعی مبنی بر مصلحت ہے؟
- حکمت شریعت پر اہم کتابیں
- شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد
- مقاصد شریعت کی تین سطحیں
- حکمت تشریع کے اہم اصول
- اجتہاد اور مأخذ شریعت
- اجتہاد اور صحابہ کرام
- صحابہ کرام کے بعد اجتہاد
- اجتہاد کی متعدد سطحیں

آٹھواں خطبہ: اسلام کا دستوری اور انتظامی قانون

یہ خطبہ مؤرخہ:05 اکتوبر، 2004 کو دیا گیا

اس خطبہ میں اسلام کے دستوری اور انتظامی قانون کی ضرورت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ جس میں اسلام کے دستوری اور انتظامی قانون کے بنیادی تصورات، حکمت اور مقاصد کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ فقہ اسلامی ایک بحر ناپیدا کنار ہے اور اس کے بہت سے موضوعات اور ذیلی شعبے ہیں جن میں ہر ایک اپنی جگہ بہت اہم ہے، لیکن اس خطبہ میں صرف تین اہم ترین موضوعات (اسلام کا دستور اور انتظامی قانون، اسلام کا فوجداری قانون اور اسلام کا قانون تجارت و معیشت) میں سے ''اسلام کا دستور اور انتظامی قانون'' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہ تینوں شعبے انتہائی اہمیت رکھتے ہیں اور دور جدید کے سیاق و سباق میں ان تینوں شعبوں کے بارے میں بہت سے شبہات اٹھائے جاتے ہیں۔ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں وہ بھی عموماً انہی تین شعبوں کے

بارے میں ہوتی ہیں۔اسلامی شریعت ایک فطری نظام قانون ہے، یہ انسان کی تمام جائز اور فطری ضروریات کا پورا پورا لحاظ رکھتی ہے۔اس میں انسانی کمزوریوں کے ساتھ ساتھ انسان کے طبعی رجحانات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔اور انسانوں کے تمام جائز اور معقول تقاضوں کی تکمیل کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔لیکن ضروریات کی تکمیل اور تقاضوں کو پورا کرنے کا یہ سامان ایک اعتدال اور توازن کے انداز میں کیا گیا ہے۔اس خطبہ میں ''اسلام کا دستور اور انتظامی قانون'' کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے خوبیوں، خصوصیات اور امتیازات کی نشاندہی کی گئی ہے۔اس کے ساتھ دنیا کے دوسرے مہذب معاشروں کے دساتیر اور انتظامی قوانین کا اسلام کے دستور اور انتظامی قانون کے ساتھ تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- بینادی تصورات، حکمت، مقاصد
- تصور خلافت
- اللہ تعالیٰ کی حاکمیت
- اسلامی ریاست کے بنیادی فرائض
- تشکیل امت: اسلام کا ہدف اولین
- ریاست کی ضرورت
- جمہور کا اختیار حکمرانی
- شریعت کی بالا دستی اور شوری

نواں خطبہ: اسلام کا قانون جرم وسزا

(یہ خطبہ مؤرخہ 06 اکتوبر، 2004 کو دیا گیا)

اس خطبہ میں اسلام کے قانون جرم وسزا کے بارے میں مفصل گفتگو کرتے ہوئے اسلام کے قانون جرم وسزا کی حکمت، مقاصد، طریقہ کار اور بنیادی تصورات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

اس خطبہ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ آج کے دور میں اسلامی شریعت کے جن احکام کو بہت زیادہ غلط سمجھا جاتا ہے اور جن کے بارے میں مشرق ومغرب میں بہت سی منفی باتیں کہی جارہی ہیں جن سے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ متاثر ہورہا ہے، ان میں اسلام کا قانون جرم وسزا بھی شامل ہے۔

اسلام کے قانون جرم وسزا کے بارے میں جو بے بنیاد خیالات مغرب میں پھیلائے گئے ہیں اور جن سے مغرب کے علاوہ مشرق میں بھی ایک بہت بڑا طبقہ متاثر ہورہا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں سزائیں بہت ہی وحشیانہ اور

ظالمانہ ہیں۔اسلام کی سزاؤں اورفوجداری قانون کے احکام میں معاشرتی اوراقتصادی حقائق اورانسانی نفسیات ومزاج کالحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔

اسلام کے قانون جرم وسزا کے بارے میں پائے جانے والے بے بنیاد شکوک وشبہات ،غلط فہمیوں اوران کے اسباب کوعقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں مدلل جوابات دیتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے کہ اس طرح شکوک وشبہات کی اصل وجہ اسلامی شریعت سے عدم واقفیت اوراسلام کے بارے میں پایا جانے والا روایتی عناد ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- حکمت،مقاصد،طریقہ کار، بنیادی تصورات
- اسلام کے فوجداری قانون کے بارہ میں اہل مغرب کے خیالات
- غلط فہمیوں کے اسباب
- اسلام ایک طرزحیات ہے
- مقاصدشریعت اوراسلام کا فوجداری قانون
- حقوق اللہ اورحقوق العباد
- سزاؤں کے نفاذ میں خودساختہ نرمی
- جرائم حدود
- برائی کی غیرضروری تشہیر
- تصورقصاص
- قتل کی قسمیں
- دیت کےضروری احکام
- عاقلہ کا تصور

دسواں خطبہ: اسلام کا قانون تجارت ومالیات

(یہ خطبہ مؤرخہ:07اکتوبر،2004 کودیا گیا)

اس خطبہ میں اسلام کے قانون تجارت ومالیات کی حکمت،مقاصد،طریقہ کار، بنیادی تصورات کے بارے میں مفصل گفتگو کرتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے کہ اس جدید دور میں یہ شعبہ بجا طور پر انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا جاتا ہے۔اس دورِجدید میں اسلامی احکام وقوانین کے نفاذ میں جومشکلات ہیں وہ سب سے زیادہ اسلام کے قانون تجارت ومالیات کے شعبہ میں پیش آرہی ہیں۔

اس کی بہت سی وجوہات میں سے اہم اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تجارت و مالیات کا نظام موجودہ دور میں بہت پیچیدہ ہوگیا ہے، اور اس سے مختلف قوتوں کے بے شمار مفادات وابستہ ہوگئے ہیں۔

گذشتہ تین سو سال کے عرصہ میں اہل مغرب نے دنیا کی معاشیات اور مالیات کا ایک ایسا پیچیدہ نظام تشکیل دیا ہے جس کی بنیاد سود اور ربوٰ پر ہے۔ سود اور ربوٰ کے نظام کو فروغ دینے، اس کو پروان چڑھانے اور بعض مخصوص قوتوں کے مفادات کی تکمیل کرنے کے لئے دنیائے مغرب نے ایک ایسا نظام تشکیل دیا ہے جسے آزاد معیشت اور آزاد منڈی کا نظام کہا جاتا ہے۔

جب تک ان مفادات کو ختم کر کے انتہائی جرأت، ہمت آزادانہ رویہ اور راست فکری کے ساتھ ان احکام کو نافذ نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک نفاذ شریعت کے معاملہ میں پیش رفت انتہائی مشکل اور دشوار کام ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے عمدہ طریقہ سے اور محققانہ انداز میں گفتگو کرتے ہوئے، مغربی نظام معیشت کا ناقدانہ تجزیہ پیش کیا ہے اور اس کے مقابلے میں اسلام کے قانون تجارت و مالیات کی خصوصیات اور امتیازات کو نمایاں کیا ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- حکمت، مقاصد، طریقۂ کار، بنیادی تصورات
- دور جدید کا پیچیدہ و مالیاتی اور معاشی نظام
- فقہ اسلامی: ایک متکامل اور مربوط نظام
- مال وملکیت کا اسلامی تصور
- سب کے لیے یکساں قانون
- دولت کی گردش
- حدود شریعت کے اندر تجارت
- تقسیم دولت
- محرمات تجارت
- باہم متعارض کاروبار
- تصرف فی ملک الغیر

گیارہواں خطبہ: مسلمانوں کا بے مثال فقہی ذخیرہ

(یہ خطبہ مؤرخہ 08 اکتوبر، 2004 کو دیا گیا)

اس خطبہ میں مسلمانوں کے بے مثال فقہی ذخیرہ کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں فقہائے اسلام کی فقہی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ پہلی صدی ہجری سے لے کر آج جو وسیع فقہی ادب تیار کیا ہے، اس کی حدود کیا ہیں؟ اس میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں۔ کتنی غیر معمولی اور عالمانہ کتابیں اس ذخیرہ میں موجود ہیں؟ اور اس فقہی ذخیرہ سے استفادہ کرنے کا عمومی طریقہ کیا رہا؟۔

یہ ایسا فقہی ذخیرہ ہے جو لاکھوں کتب پر مشتمل ہے، ان کتب کی تیاری میں نسل انسانی کے بہترین دماغوں نے حصہ لیا ہے۔ ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اپنے ماضی سے مربوط نہ ہو، حال کے مسائل کا براہ راست جواب نہ دیتی ہو اور مستقبل کے لئے بنیاد فراہم نہ کرتی ہو، ان میں سے کوئی کام خلاء میں نہیں ہوا۔ یہ سارا کام ایک مربوط پروگرام کا ایک حصہ ہے جس کی جڑیں قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فقہ اسلامی کے تنوع اور وسعت، فقہ کی تشکیل، فقہائے اسلام اُمہات الکتب، متون، شروحات اور اُن کے مؤلفین کا تعارف پیش کیا ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

- فقہ اسلامی کا تنوع اور وسعت
- ایک ''کاسموپولیٹن فقہ'' کی تشکیل
- امہات مذہب
- متون وشروحات
- فقہ اور عقلیات
- فقہ حنفی کے اہم متون
- فقہ مالکی کی اہم کتابیں
- فقہ شافعی اور فقہ شافعی کے متون
- فقہ حنبلی اور فقہ حنبلی کے اہم متون
- فقہ حنبلی کے دو اہم متجددین
- فقہ ظاہری
- کتب فتاویٰ
- تقابلی مطالعہ فقہ

بارھواں: فقہ اسلام جدید دور میں

(یہ خطبہ مؤرخہ:09 اکتوبر، 2004 کو دیا گیا)

اس خطبہ میں اسلامی فقہ کی جدید دور میں ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر دنیائے اسلام کی آئندہ زندگی کا نقشہ ان کی اپنی آرزوں اور تمناؤں کی روشنی میں تشکیل پانا ہے؟ اگر مسلم ممالک کی آئندہ سیاسی زندگی خودمختار آزاد اور باعزت مستقبل پر مبنی ہے، اور یقیناً ایسا ہی ہے تو صرف اور صرف ایک بنیاد پر ممکن ہے وہ یہ کہ مسلمان شریعت اسلامیہ کے بارے میں اپنے عمومی رویہ پر نظر ثانی کریں۔

ڈاکٹرؒ صاحب نے بڑے عمدہ طریقہ سے اُمت مسلمہ کو یہ پیغام دینے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جدید دور کی ضروریات اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر فقہ اسلامی کا فہم از سر نو حاصل کریں اور اس رشتہ گم گشتہ کو بازیاب کریں جس کا تعلق گزشتہ کئی سوسالوں سے یا تو ٹوٹ گیا ہے یا کمزور پڑ گیا ہے۔جدید دور میں مسلمان یا تو اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں یا اپنے دینی اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے عمل پیرا ہیں اور یا مختلف غیر اسلامی مغربی اور مشرقی تصورات کی بالادستی کے خلاف دنیائے اسلام کے اصل افکار ونظریات کے احیاء کے لئے کوشاں ہیں۔

اس ساری صورتحال میں جو چیز اُمت مسلمہ کی زندگیوں کو نئی تشکیل عطا کرسکتی ہے وہ فقہ اسلامی کا نیا فہم ہے۔فقہ اسلامی کے نئے فہم سے ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ نیا فہم ماضی کے فہم سے مختلف ہوگا، یا اکابر فقہائے اسلام کے فہم وبصیرت پر عدم اعتماد کا غماز ہوگا۔ایسا بالکل نہیں! بلکہ یہ فہم ماضی کے فہم کا تسلسل ہوگا، یہ فہم صدر اسلام کے ائمہ مجتہدین کے فہم کا تسلسل اور احیاء ہوگا جس انداز سے اسلام کے ابتدائی چار پانچ سو سال میں فقہ اسلامی نے ان کی رہنمائی کی اسی انداز میں فقہ اسلامی مسلمانوں کے مستقبل کے لئے رہنمائی کرسکتی ہے۔

اہم نکات:

اس خطبہ میں درج ذیل اہم نکات کی وضاحت کی گئی ہے اور ان پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے:

- فقہ اسلامی کے لئے نئے فہم کی ضرورت
- فقہ اسلامی بیسویں صدی کے آغاز میں
- فقہ اسلامی کی تدوین اور ضابطہ بندی
- مجلۃ الاحکام العدلیہ کی تدوین

- بیسویں صدی میں مطالعۂ فقہ کی ایک نئی جہت
- فقہ اسلامی کے از سرِ نو مطالعہ کی ضرورت
- فقہ اسلامی کا نیا دور
- فقہی تصانیف کا نیا انداز
- فقہی مسائل پر اجتماعی غور و خوض
- ایک جامع فقہ کا ظہور
- فقہی تصانیف کا نیا انداز
- ریاست کی عدم مرکزیت اور اس کے نتائج
- آج کے دو بڑے چیلنج
- فقہ اسلامی کی نئی کتابیں

امتیازات و خصوصیات:

زیرِ نظر کتاب ''محاضراتِ فقہ'' کی اہم امتیازی خصوصیات جو اس کتاب کو دیگر تصانیف سے ممتاز کرتی ہیں درج ذیل ہیں:

1- یہ خطبات فقہ اسلامی کے مطالعہ کے حوالہ سے جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کی زندگی بھر مطالعہ کا حاصل اور نچوڑ ہیں جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کے طور پر کام دیں گے۔

2- ''محاضراتِ فقہ'' کا طرزِ تحریر عام کتابوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ یہ کتاب ڈاکٹر صاحبؒ کے اُن لیکچرز کا مجموعہ ہے جو مختصر نوٹس اور اشاروں کو سامنے رکھ کر زبانی دیے گئے تھے۔

3- ہر خطبہ کے آخر میں شرکاء کی جانب سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات اور تبادلہ خیال کو کتابی شکل میں قلمبند کیا گیا ہے۔

4- ان خطبات کی ابتدائی اور اولین مخاطب راولپنڈی اور اسلام آباد میں درسِ قرآن کے حلقوں سے وابستہ خواتین اساتذہ تھیں۔

5- زیرِ نظر کتاب زبان و بیان، بحث و تمحیص، تحقیق و تدقیق اور اسلوبِ بیان و تالیف، بحث و تمحیص، انتخاب

اور تحقیق، جمع وترتیب، اور منفرد اسلوبِ بیان و تالیف، جمع وترتیب کی جدت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحبؒ کا منفرد اندازِ استنباط، امتیازات سے مزین منفرد اور ممتاز ہے۔

6- ان خطبات کا مطالعہ کرنے والا ہر قاری یقیناً آپ کی ان منفرد صلاحیتوں کی شہادت دے گا۔ ڈاکٹر صاحبؒ کا تعلق چونکہ حنفی فقہ سے ہے اِس بنا پر اُن کے مسلک کی ترجمانی کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔

7- اس مجموعہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اردو زبان میں فقہ اسلامی سے متعلق معلومات کو جامع اور نئے انداز کے ساتھ پیش کیا گیا ہے راقم کی معلومات کی حد تک اس لحاظ سے اردو زبان میں لکھی جانے والی یہ اوّلین کتاب ہے۔

8- اس مجموعہ کی ایک اہم اور منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ فقہ اسلامی سے متعلق معلومات کو جامع اور نئے انداز کے ساتھ سلیس اردو، عام فہم اور آسان اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے جس سے معمولی پڑھا لکھا آدمی بآسانی استفادہ کرسکتا ہے۔

مقاصد:

ان خطبات کا مقصد فقہ اسلامی کے تمام موضوعات ومندرجات کا احاطہ کرنا نہیں ہے۔ ان خطبات کا مقصد صرف یہ تھا کہ ان خواتین وحضرات کو جنہوں نے مطالعہ قرآن مجید کے درس وتدریس کو اپنی زندگی کا بنیادی مشن اور اپنی سرگرمیوں کا نقطۂ ارتکاز قرار دیا ہے۔ وہ اور دیگر عام مسلمان جو زندگی کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے فقہ اسلامی کے بارے میں آگہی حاصل نہیں کرسکتے، ان کو فقہ اسلامی سے اس طرح متعارف کرادیا جائے، کہ وہ فقہ اسلامی کی ہمہ گیریت، گہرائی، گیرائی اور بنیادی خصوصیات سے واقف ہوجائیں۔

ڈاکٹر صاحبؒ خطبات کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان خطبات کا مقصد فقہ اسلامی کے موضوعات ومندرجات کا احاطہ کرنا نہیں ہے۔ اس لئے کہ بارہ خطبات تو کیا بارہ سال میں بھی کوئی شخص فقہ اسلامی کی وسعتوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ یہ ایک ایسا بحر ناپیدا کنار ہے کہ جس کی گہرائیوں اور پنہائیوں کا اندازہ انہی لوگوں کو ہوسکتا ہے جو اس دریا کے شناور ہیں۔

ان خطبات کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان خواتین وحضرات کو جنہوں نے مطالعہ قرآن مجید کو اپنی زندگی کا بنیادی مشن اور تدریس قرآن کو اپنی سرگرمیوں کا نقطۂ ارتکاز قرار دیا ہے، اور جو قرآن مجید کے درس وتدریس میں بالفعل مصروف ہیں۔ فقہ اسلامی سے اس طرح متعارف کرادیا جائے کہ وہ فقہ اسلامی کی ہمہ گیریت، گہرائی، گیرائی اور بنیادی خصوصیات سے واقف ہوجائیں'' (4)

جائزہ وسفارشات:

جیسا کہ وضاحت کی جاچکی ہے کہ ''محاضراتِ فقہ'' کا طرزِ تحریر عام کتابوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ یہ کتاب ڈاکٹر صاحبؒ کے اُن لیکچرز کا مجموعہ ہے جو مختصر نوٹس اور اشاروں کو سامنے رکھ کر زبانی ہی دیے گئے تھے۔ بہت سی خصوصیات کے باوجود اگر اس مجموعہ میں درج ذیل ترامیم کر دی جاتیں یا کرادی جائیں تو بلاشبہ اپنے موضوع کے حوالہ سے یہ کتاب نہ صرف معلومات کا خزانہ ثابت ہوگی بلکہ تحقیق کرنے والے اسکالرز حضرات کے لیے اہم رہنماء اصول کا کام دے گی:

1- کتاب میں بیان کردہ قرآن وسنت سے استنباط کردہ دلائل، فقہی اصول، قواعد فقہیہ، فقہی عبارات کو اصل کتب سے مراجعت کر کے تخریج اور تدوین جدید کے ساتھ مرتب کیا جائے۔

2- موجودہ صورت میں چند آیات کریمہ کے علاوہ کسی آیت کا پوری کتاب میں کہیں بھی کوئی ایک حوالہ بھی نہیں دیا گیا۔

3- تقریباً کتاب کے ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی آیت کریمہ، متن حدیث، فقہاء کے اقوال، فقہی عبارات، فقہی اُصول وغیرہ موجود ہیں جنہیں حوالہ جات کے ساتھ مزین کرنا ضروری ہے۔

4- اکثر حوالہ جات تو ایسے ہیں جنہیں کوئی محقق محنت کر کے دریافت کر سکتا ہے البتہ کچھ ایسے حوالہ جات ہیں جنہیں شاید ڈاکٹر مرحوم کے علاوہ کسی اور محقق کے لیے تلاش کرنا خاصا مشکل ہو۔

5- بعض دفعہ قرآنی آیت یا متن حدیث کی عربی عبارت دینے کے بجائے صرف اردو ترجمہ نقل کرنے پر اکتفاء کیا گیا۔

6- اکثر مقامات پر بغیر حوالہ کے قرآنی آیت یا حدیث کا عربی متن بھی دیا گیا ہے۔ تمام آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کو اعراب کے ساتھ باحوالہ ترتیب دیا جائے۔

7- جہاں کہیں قرآنی آیت یا حدیث کا عربی متن دیا گیا ہے۔ وہاں نہ تو قرآنی آیات پر اعراب موجود ہیں اور نہ احادیث کی عبارات پر۔

اس طرح مثالیں تقریباً ہر صفحہ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں بطور مثال چند مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے مقالہ نگار نے اصل مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے حوالہ جات بھی درج کر دیے ہیں۔

1- حمورابی قانون کی تاسیسِ تاریخ کے حوالہ سے اہم اور تاریخی معلومات دی گئی ہیں لیکن کوئی حوالہ نہیں دیا گیا(5)

2- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے زمانہ میں مرتب ہونے والا یہودی قانونِ روما، اس کے مرتب اور تاریخ تاسیس کے حوالہ سے اہم اور تاریخی معلومات بغیر کسی حوالہ کے دی گئی ہیں (6)۔

3- فقہ اسلامی اور قانون روما کے درمیان تقابل کراتے ہوئے مہر اور اسلام کے قانون وراثت کے حوالہ سے بنیادی معلومات (''فقہ اسلامی کے احکام کی رو سے مہر شوہر کے ذمہ ہوتا ہے جبکہ قانون روما میں مہر بیوی ادا کرتی تھی'') بغیر حوالہ فراہم کی گئیں ہیں۔ (7)

4- فقہ اسلامی کی تعریف : اَلفِقهُ هُوَالعِلمُ بِالأَحكَامِ الشَّرعِيَّةِ العِلمِيَّةِ المُكتَسَبَةِ مِن أَدِلَّتِهَا التَّفصِيلِيَّةِ (8) کا حوالہ نہیں دیا گیا (9)۔

5- فقہ اسلامی کا ایک اہم اصول بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: ''یہ وہ حصہ ہے جس کے بارے میں فقہ کا اصول ہے : **المسلم ملتزم أحكام الإسلام حيثما يكون** یعنی کہ مسلمان جہاں بھی ہو وہ احکام اسلام کا پابند ہے'' (10)۔ اس اہم اصول کا حوالہ نہیں دیا گیا (11)۔

6- فقہ اسلامی کے آغاز وارتقاء کے حوالہ سے بحث کرتے ہوئے علامہ محمود بن احمد بدرالدین عینی نے البنایہ میں لکھا ہے (12) ''اگر کوئی شخص سفر پر جارہا ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو، لیکن ہمراہی کے پاس پانی موجود ہو تو کیا اس کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمراہی سے پانی مانگے اور وضو کرے؟ یا وہ تیمّم کر کے کام چلائے''۔ اس اہم مسئلہ کا حوالہ موجود نہیں ہے (13)

7- علم اصول فقہ کے آغاز کے عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: ''سیدنا عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک صاحب آئے اور عدت کا ایک مسئلہ پوچھا۔ قرآن پاک میں عدت کے بارے میں تین آیات آئی ہیں'' (14)۔ اس جگہ نہ قرآنی آیات کا حوالہ موجود ہے اور نہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہادی قول کا کوئی حوالہ ذکر کیا گیا ہے (15)۔

8- اصول فقہ کے مناہج واسالیب پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: ''ابن خلدون نے لکھا ہے کہ یہ علم اصول کے چار بنیادی ستون ہیں۔ وہ کتابیں یہ ہیں'' (16)۔

کتاب المعتمد　　کتاب البرہان　　المتصفی　　کتاب العہد۔

اس جگہ نہ صرف کوئی حوالہ موجود نہیں بلکہ کتابوں کے نام بھی نامکمل ذکر کیے گئے ہیں (17)

9- آزادی ومساوات کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے دو اہم واقعات ذکر کئے ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے ایک گورنر کو اس کے بیٹے کی ایک غلطی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا ہے؟ جب کہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔ اور خلیفہ ہارون الرشید کا تفصیلی واقعہ ذکر کیا، جس میں خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے کہا تھا کہ آپ شاہی دربار میں آ کر مامون اورامین کو الموؤطا پڑھائیں جواب میں امام مالکؒ نے فرمایا **العلم یؤتی و لایأتی** یعنی علم کی خدمت میں حاضر ہوا جاتا ہے علم کسی کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتا(18)۔ان دونوں اور سبق آموز واقعات کا حوالہ موجود نہیں (19)۔

10- اعتدال اور توازن کے عنوان کے تحت اسلام کے معتدلانہ اور متوازن مزاج کی تشریح کرتے ہوئے قرآن کریم اور حدیث سے استدلال کرتے ہوئے (20) آیت کریمہ اور حدیث کا حوالہ نہیں دیا(21) شریعت اسلامیہ کی خصوصیت مرونت ،یعنی شریعت کے ہر حکم میں نرمی پائی جاتی ہے کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے ایک اہم فقہی قاعدہ: **الیقین لایزول بالشک** (22) سے استدلال کیا اور حوالہ نہیں دیا (23)۔

11- اسلام کا دستوری اورانتظامی قانون کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں''امت مسلمہ کا ایک عالمگیر کردار، ایک جہانی ذمہ داری اور بین الانسانی فریضہ قرآن پاک میں جابجا بیان ہوا ہے۔اس کردار کی انجام دہی کے لئے امت مسلمہ کو وسائل درکار ہیں ان وسائل میں سے ایک اہم وسیلہ حکومت اور ریاست بھی ہے۔ جب تک ریاست اور حکومت کی طاقت میسر نہیں ہوگی امت مسلمہ بہت سے اجتماعی اور ملی کام نہیں کر سکے گی۔اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ریاست کے ذریعہ ایسے کام لیتا ہے جو قرآن کے ذریعہ نہیں ہوسکتے''(24)۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا حوالہ موجود نہیں ہے(25)

12- فقہ اسلامی کے آغاز وارتقاء کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نزول وحی کے آغاز اور پیش آمدہ واقعات کا تفصیل سے ذکر کیا(26) مگر حوالہ جات موجود نہیں(27)۔اسی طرح مال میں تصرف کی حدود کے حوالہ سے بحث کرتے ہوئے دلائل کے طور پر جو آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ پیش کیں (28) اُن کا حوالہ موجود نہیں (29)۔اسلام کے دستوری اور

انتظامی قانون (30) کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے متعدد آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کیا یہاں بھی کوئی حوالہ موجود نہیں (31)۔

13- امام محمد رحمہ اللہ کی کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے المبسوط (32) کے حوالہ سے یہ واقعہ نقل کیا کہ ایک یہودی عالم جو عربی زبان جانتا تھا نے جب المبسوط دیکھی تو کہنے لگا: **هذا كتاب محمد كم الاصغر فكيف كتاب محمد الأكبر** (33) یہ تو تمہارے چھوٹے محمد کا حال ہے تو تمہارے بڑے محمد کا کیا حال ہوگا؟ اس واقعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا۔

14- اسلام کے قانون تجارت و مالیات سے متعلق جتنی بھی آیات کریمہ، احادیث نبویہ یا فقہی اقوال پیش کئے گئے ہیں کسی کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا (34)۔

اسلام نے مال و دولت کے حصول کے جائز ذرائع مقرر کردیے اور ناجائز ذرائع سے حصول دولت کو حرام و ممنوع قرار دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ**(35). امام ابو یوسفؒ کے قول (**وَلَيْسَ لِلْإِمَامِ أَنْ يُخْرِجَ شَيْئًا مِنْ يَدِأَحَدٍ إِلَّا بِحَقٍّ ثَابِتٍ مَعْرُوفٍ**، (36) حکومت کے لئے یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے جائز قبضہ سے کوئی چیز لے لے سوائے اس کے کہ وہ ثابت ہو)

اسلامی مملکت میں معاملات یعنی لین دین اور تجارت یعنی سول لاء کے قانون کا اطلاق یکساں طور پر مسلم اور غیر مسلم سب پر ہوتا ہے۔ غازی صاحب فرماتے ہیں: ''فقہائے اسلام نے یہ اصول بیان کیا ہے **الذمی فی مایرجع الی المعاملات کالمسلین**'' (ص: 436)۔ یہ قاعدہ اصل میں یوں ہے: **الْقَاعِدَةُ الْعَامَّةُ أَنَّ أَهْلَ الذِّمَّةِ فِي الْمُعَامَلَاتِ كَالْبُيُوعِ وَالْإِجَارَةِ وَسَائِرِ التَّصَرُّفَاتِ الْمَالِيَّةِ كَالْمُسْلِمِينَ (إِلَّا مَا اسْتُثْنِيَ مِنَ الْمُعَامَلَةِ بِالْخَمْرِ وَالْخِنْزِيرِ وَنَحْوِهِمَا كَمَا سَيَأْتِي) . وَذَلِكَ لِأَنَّ الذِّمِّيَّ مُلْتَزِمٌ أَحْكَامَ الْإِسْلَامِ فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى الْمُعَامَلَاتِ الْمَالِيَّةِ** (37)۔

قرآن کریم نے سد ذریعہ کا اصول بیان کیا جس پر فقہائے اسلام نے بڑے تفصیلی احکام مرتب کئے ہیں۔ وہ اصول سے مستنبط ہے: **وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ**(38)(الأنعام: 108). سد ذریعہ کی دوسری مثال فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا:

قَالَتْ عَائِشَةُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ،

لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ(39)، اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تمہاری قوم اسلام کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو جائے گی تو میں کعبہ کو دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر استوار کرتا۔

دولت کی گردش کے بارے میں قرآن کریم نے جو اصول دیا وہ یہ ہے کہ اسلام مال و دولت کی جسد ملّی کے لئے خون کی طرح ضروری سمجھتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً م بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾(40) تا کہ مال و دولت صرف تمہارے دولت مندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے، سب کے درمیان گردش کرے۔

قتل عمد، قتل خطاء اور قتل شبہ عمد کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا قول کا صرف ایک لایبطل دم فی الإسلام. (ص:450) جملہ نقل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا مکمل قول اس طرح ہے۔

وقال علی أیما قتیل وجد بفلاة من الأرض فدیته من بیت المال لکیلا یبطل دم فی الإسلام وأیما قتیل وجد بین قریتین فهو علی أسفهما یعنی أقربهما(41)

دو الگ الگ اور مختلف باہم متعارض کاروباروں کو اس طرح آپس میں ملا دیا جائے کہ دونوں کے مفادات ایک دوسرے کے تابع ہو جائیں ایک دوسرے پر موقوف ہو جائیں یہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے کاروبار کی ممانعت فرمائی ہے:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ۔(ص:448)(42)

تصرف فی ملک الغیر کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا: لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ (43) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کا نفع لینے سے منع فرمایا جس کا ضمان (RISK) آپ کے ذمہ نہ ہو۔

شریعت اسلامیہ نے کاروبار اور لین دین کے معاملات میں ایسے کاروباری حربوں کو حرام و ناجائز قرار دیا جن کے ذریعے آدمی چاپلوسی یا مکاری کے ذریعے دوسروں کو متاثر کر دے، بعض اوقات لوگ اتنے تیز، طرار اور چالباز ہوتے ہیں کہ سیدھے سادے آدمی کو متاثر کر دیتے ہیں، اس فنکاری کو حدیث شریف میں ''خِلابة'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایک صحابی جنہیں خرید و فروخت کے معاملہ اکثر دھوکہ ہو جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی مجبوری کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: تم آئندہ جب بھی کوئی چیز خرید و فروخت کرو تو کہا کرو:

کہ میں کسی دھوکہ سے متاثر نہیں ہوگا اور مجھے اس معاملہ میں تین دن فیصلہ کا اختیار ہوگا اگر میں چاہوں تو تین دن کے اندر اس کو واپس کرسکتا ہوں۔ڈاکٹر صاحب نے'' لاخلابة ولی الخیار ثلاثة ایام'' کے الفاظ کے ساتھ حدیث نقل کی ہے یہ الفاظ مرقاۃ المفاتیح اور العرف الشذی (44) میں موجود ہیں جب کہ حدیث شریف کے بنیادی متون میں یہ حدیث (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنِّي أُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ ، فَقَالَ :إِذَا بِعْتَ فَقُلْ :لاَ خِلاَبَةَ.وَأَنْتَ بِالْخِيَارِ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ) (45) ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(1) محسن علم وآگہی، بالغ نظر اور دقیقہ رس محقق، بہترین صاحب قلم مختلف زبانوں میں تدریس وخطابت کے شہسوار علامہ ڈاکٹر حافظ محمود احمد غازی بروز اتوار 26 شوال 1431 ہجری بمطابق 26-09-2011 بعمر 60 سال اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، اسی دن ظہر کی نماز کے بعد اسلام آباد کے قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

(2) ماہنامہ البلاغ، دارالعلوم کراچی، جلد 45: شمارہ :12 ذی الحجہ، 1431 ہجری / نومبر 2010ء، ص:7

(3) غازی، ڈاکٹر حافظ محمود احمد، محاضراتِ فقہ کی خصوصیات وامتیازات، ص:8، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، 2005۔

(4) محاضراتِ فقہ کی خصوصیات وامتیازات، ص:8۔

(5) محاضراتِ فقہ، ص:14

(6) محاضراتِ فقہ، ص:16-19

(7) محاضراتِ فقہ، ص:22-23

(8) الزمخشری، محمود بن عمر، (م:538ھ) الفائق فی غریب الحدیث، 138:3 دار المعرفہ بیروت، لبنان۔
ii- الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ - الکویت، 14:1، 1427 ہجری

(9) محاضراتِ فقہ، ص:36

(10) یہ اصول امام ابویوسفؒ کا بیان کردہ ہے جسے علامہ سرخسی نے نقل کیا ہے، المبسوط، شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی، 174:9، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، 2000ء۔

(11) محاضراتِ فقہ، ص:41، 189۔

(12) علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن اُحمد عینی نے اس مسئلہ پر مفصل بحث باب التیمم کے عنوان کے تحت کی ہے۔العینی، ابومحمد محمود بن اُحمد، البنایۃ فی شرح الہدایۃ، 1: 529 تا 553 ،دارالفکر، بیروت، 1990ء۔

(13) محاضراتِ فقہ، ص:50

(14) محاضراتِ فقہ، ص:66

(15) عدت کے حوالہ سے دو آیات کریمہ سورۃ البقرۃ: 228، 234 اور تیسری آیت سورۃ الطلاق :4 میں ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی اجتہادی رائے سنن سعید بن منصور میں ہے۔سعید بن منصور، (م: 227ھ) سنن سعید بن منصور، 1:253، دار الکتب العلمیۃ - بیروت، 1985ء۔

(16) محاضراتِ فقہ، ص:75

(17) علامہ ابن خلدون نے یہ تفصیل (ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن خلدون (م:808ھ)، مقدمہ ابن خلدون، 1:576، دارالفکر بیروت، 2001ء) نقل کی ہے۔ ان کتب کے مکمل نام یہ ہیں:

1-2- اَلمُعْتَمَد فی اُصول الفقه،

یہ کتاب ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) کی تصنیف ہے۔ اور المُعْتَمَد، عبدالجبار کی معروف کتاب العہد کی شرح ہے۔ان دونوں حضرات کا تعلق معتزلہ سے تھا۔المُعْتَمد فی اُصول الفقه، شیخ خلیل المیس کی تعلیقات کے ساتھ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، سے ۱۹۹۳ء، ۲ جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔

3- البرهان فی اُصول الفقه،

اِس کتاب کے مصنف ابوالمعالی امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف الجوینی الشافعی، (م:۴۸۷ھ) ہیں۔ یہ کتاب صلاح بن محمد بن عویضۃ کی تعلیقات وحواشی کے ساتھ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، سے ۱۹۹۷ء میں ۲ جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔

4- المستصفیٰ من علم الاصول

المستصفی ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی (متوفی ۵۰۵ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر حمزہ بن زہیر کی تحقیقات کے ساتھ چار جلدوں میں دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء، میں شائع ہوچکی ہے۔امام الحرمین اور امام غزالی کا تعلق اشاعرہ سے ہے۔

(18) محاضراتِ فقہ، ص:120، 125 تا 127

(19) پہلے واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے:

اُبوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ عبدالحکم بن اُعین القرشی المصری (م:257 ھ) فتوح مصر واُخبارہا، 1:183، دارالنشر / دار الفکر -بیروت 1996ء

دوسرے واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

i- اُبوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی الأندلسی (م:543ھ)، ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ أعلام مذہب مالک 1:81، دارالکتب العلمیۃ -بیروت، 1998ء

ii- عبدالحی بن أحمد بن محمد العکری الحنبلی (م:1089ھ)،شذرات الذہب فی أخبار من ذہب،1:290،الناشر دار ابن کثیر،دمشق، 1406ھ

(20) محاضراتِ فقہ،ص:143

(21) مکمل آیت کریمہ یہ ہے:

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ (الحديد: 27)

مکمل حدیث شریف ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال إِنَ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنْ الدُّلْجَةِ. بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،باب الدین یسر،1:43 دارالطوق النجا،بیروت،1422ھ

(22) محاضراتِ فقہ،ص:149

(23) ابن نجیم،زین الدین بن ابراہیم،(م:970)الاشباہ والنظائر علی مذہب أبی حنیفۃ النعمان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 1980ء

(24) محاضراتِ فقہ،ص:183 -182

(25) تفصیل کے لئے دیکھئے:

وَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِنَّ اللَّهَ لَيَزَعُ بِالسُّلْطَانِ مَا لَا يَزَعُ بِالْقُرْآنِ(ابن کثیر،عماد الدین أبی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی 774)ھ، :البدایۃ والنہایۃ،1:301، ہجر للطباعۃ والنشر ، الجیزۃ 1997ء)

(26) محاضراتِ فقہ،ص:218 -220۔

(27) تفصیل کے لئے دیکھئے:العلق:۱-۵۔بخاری،ابوعبداللہ بن محمد اسماعیل صحیح البخاری،بابٌ کیف کان بدوٴ الوحی،1:2 دارابن کثیر،الیمامۃ،بیروت،1987ء۔

(28) محاضراتِ فقہ،ص:275 -279۔

(29) تفصیل کے لئے دیکھئے: الفرقان:67۔بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،باب الدین یسر،6: 43 دار الطوق النجا،بیروت، 1422ھ

(30) محاضراتِ فقہ،ص:352 -365۔

(31) القصص:77،النور:55،یٰس:38،الحج:41،پیش کردہ حدیث شریف پورا متن ملاحظہ

مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -إِحْدَى صَلاَتَيِ الْعَشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَى جِذْعًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَيْهَا مُغْضَبًا وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ قُصِرَتِ الصَّلاَةُ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقُصِرَتِ الصَّلاَةُ أَمْ نَسِيتَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم يَمِينًا وَشِمَالاً فَقَالَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ.قَالُوا

صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ .فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ. قَالَ وَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَسَلَّمَ. أبوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیر ی النیسابوری،الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم،86:2،دارالجیل بیروت +دارالآ فاق الجدیدۃ بیروت۔

(32) محاضراتِ فقہ،ص:484 -485۔

(33) حاجی خلیفہ،مصطفیٰ بن عبداللہ،کشف الظنون عن : سامے الکتب والفنون،1581:2

(34) محاضراتِ فقہ،ص:427 -472۔

(35) النساء: 29

(36) أبویوسف یعقوب بن ابراہیم،کتاب الخراج،66:1،المکتبۃ السلفیۃ القاہرۃ،1382ھ

(37) یہ اصول امام ابویوسفؒ کا بیان کردہ ہے جسے علامہ سرخسی نے نقل کیا ہے،المبسوط،شمس الدین أبو بکر محمد بن أبی سہل السرخسی،151:10،دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع،بیروت،لبنان،2000ء۔

ii- الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ -الکویت،131:7،1427ہجری

(38) (الأنعام:108)

(39) بخاری،ابوعبداللہ بن محمد اسماعیل صحیح البخاری،باب فضل مکۃ،574:2،دارابن کثیر،الیمامۃ،بیروت،1987ء۔

ii-ابن حبان،محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ،التمیمی،أبوحاتم،الدارمی،(م:354 ھ)،صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان،126:9، مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت،1993ء۔

(40) الحشر:7

(41) ابن ہمام،أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی،مصنف عبدالرزاق،باب القسامۃ، 35:10،المکتب الاسلامی،بیروت،1403ھ۔

(42) ابن حبان،محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ،التمیمی،أبوحاتم،الدارمی،البُستی (م:354 ھ)،صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان،347:11، مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت،1993ء۔

(43) طحاوی،أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ بن عبدالملک،(م:321ھ) شرح معانی الآ ثار، بَابُ مَا نُهِيَ عَنْ بَيْعِهِ حَتَّى يُقْبَضَ،4 :39،عالم الکتب بیروت، 1994ء۔

(44) القاری،نورالدین محمد علی بن سلطان،الہروی،(م: 1010ھ)کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الاول،مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح،دارالکتب العلمیۃ،بیروت.

محمد انورشاہ بن معظم شاہ کشمیری،العرف الشذی شرح سنن الترمذی، 67:3،موسسۃ ضحیٰ للنشر والتوزیع،

(45) أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی،(م: 241ھ)مسند أحمد بن حنبل،61:2 ، عالم الکتب -بیروت، 1998ء۔